الہامی مذاہب میں مشترکہ اخلاقیات کا تصور

Common Ethical concepts of Revealed Religions

ڈاکٹر آسیہ رشید*

ABSTRACT

The purpose of this paper is to guide about the main reason of clashes between revealed religions in the society. We do not clarify our vision regarding religion. People do not know about the basic ethics of our religions. So, it creates moral illness in the society. We have narrow approaches about religion and took it in very conservative thoughts. For getting out of extreme level of destruction and moral degradation it is necessary to build a universal society which consists of those social values which are common in all religions. People are inclined towards ills and far away from God that is why our society is a victim of destruction. These ills made them to go far away from God and religion. In the present era the situation is the same, people do not understand the religion properly. Only through this proper understanding, destruction, prejudice, extremism and cruelty can be removed from the society.

All the religions have some common features as justice, honesty, courtesy, patience etc these features are the ethical as well as religious codes of a society and if all people follow these features an ideal society can be established. This study covers revealed religions all around the world.

Keywords: Justice, Piety, Honesty, Patience, Courtesy, Ethics.

* لیکچرار شعبہ علومِ اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد

بنی نوع انسان کی رشد وہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصدِ عظیم انسانی ذہنوں کی تربیت اور اصلاح معاشرہ تھا جو اخلاق حسنہ کے ذریعے سے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس کی تعلیم تمام انبیاء کرام نے دی چونکہ اخلاق حسنہ سے مزین افراد کی ہر معاشرے کو ضرورت ہوتی ہے چنانچہ اسی مقصد کے لئے انبیاء تشریف لائے عصر حاضر میں الہامی مذاہب کے پیروکار اللہ کی دی ہوئیں، تعلیمات سے دور ہیں بین الاقوامی معاشرہ کے بگاڑ کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے۔

انتہا درجے کی بگاڑ کی سطح اور اخلاقی تنزلی و پستی سے نکلنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے بین الاقوامی معاشرے کا قیام عمل میں لایا جائے جو اوصاف حمیدہ سے مزین ہو، مشترکہ اخلاقی اقدار جس کی تعلیم تمام الہامی مذاہب نے دی، پر عمل ہی معاشرے کے افراد کے سکون اور امن کا ضامن ہوسکتا ہے اور بین الاقوامی معاشرے میں بگاڑ، تعصب، انتہا پسندی اور ظلم کا خاتمہ کرسکتا ہے۔ حسن اخلاق سے آراستہ ہونا اعلیٰ صفت انسانی ہے ضروری ہے کہ الہامی مذاہب کے پیروکار حسن اخلاق کا مظاہرہ کریں۔

اخلاق کا مفہوم:

لغوی تعریف: اخلاق کا مادہ خلق (خ۔ل۔ق) ہے۔ اخلاق خلق کی جمع ہے جسکے معنی عادات و کردار طبیعت، مروت وعادت کے ہیں۔

ابن منظور لسان العرب میں اخلاق کے معنی اس طرح بیان کرتے ہیں:

"وَهُوَ الدِّين والطبْع وَالسَّجِيَّةُ، وَحَقِيقَتُهُ أَنه لِصورة الإِنسان الْبَاطِنَةِ وَهِيَ نفْسه وأَوصافها وَمَعَانِيهَا المختصةُ بِها"(۱)

ترجمہ: خلق کا معنی ہے دین فطرت اور طبیعت اور یہ انسان کی اندرونی کیفیت ہے اور اس کو اس کے اوصاف اور مخصوص معنی کو خلق کہتے ہیں جس طرح کہ اس کی ظاہری شکل وصورت کو خلق کہا جاتا ہے۔

تاج العروس میں ہے۔ "الخَلِيقَةُ: الطَّبِيعَةُ يُخْلَقُ بهَا الإِنْسانُ"(۲)

ترجمہ: خلیقہ کی جمع خلائق ہے اس کا معنی طبیعت ہے جس پر انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔

اصطلاحی تعریف: شاہ ولی اللہؒ اخلاق کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں کہ:

"خلق انسان کی اس کیفیت کا نام ہے جو اس کی طبیعت کے مختلف اوصاف و حالات کو جدوجہد کر کے اپنی جانب راجع کرے۔" (۳)

امام رازیؒ فرماتے ہیں:

"الْخُلُقُ مَلَكَةٌ نَفْسَانِيَّةٌ يَسْهُلُ عَلَى الْمُتَّصِفِ بِهَا الْإِتْيَانُ بِالْأَفْعَالِ الْجَمِيلَةِ"(۴)

ترجمہ: خلق ایسی باطنی کیفیت اور ملکہ کو کہتے ہیں جس سے پاکیزہ اعمال صادر ہوتے ہیں۔

ماوردی کے نزدیک:

"الأخلاق غرائز كامنة ، تظهر بالاختيار ، وتقهر بالاضطرار" (۵)

سید شریف جرجانی اس کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عبارة عن هيئة للنفس راسخة تصدر عنها الأفعال بسهولة ويسر من غير حاجة إلى فكر ورويَّة، فإن كان الصادر عنها الأفعال الحسنة كانت الهيئة خلقًا حسنًا، وإن كان الصادر منها الأفعال القبيحة سميت الهيئة التي هي مصدر ذلك خلقًا سيئًا" (۶)

ترجمہ: خلق نفس کی اس راسخ کیفیت کا نام ہے جس سے بغیر سوچے سمجھے بڑی آسانی سے افعال صادر ہوتے ہیں اور اگر یہ کیفیت ایسی ہے کہ اس سے عقلی اور شرعی لحاظ سے آسانی کے ساتھ خوبصورت اعمال صادر ہوں تو ایسی کیفیت " اچھا خلق" کہلاتی ہے اور اگر اس سے اعمال برے صادر ہوں تو ایسی کیفیت "برا خلق" کہلاتی ہے۔

جاحظ فرماتے ہیں:

"حال النفس، بها يفعل الإنسان أفعاله بلا روية ولا اختيار"(۷)

ترجمہ: خلق نفس کی وہ حالت ہے جس کی وجہ سے انسان بغیر سوچے سمجھے اور بغیر اختیار کے کام کرے۔

وارث سرہندی کے بقول:"اخلاق خلق کی جمع ہے اس سے مراد عادتیں، خصلتیں، خوش خوئی، ملنساری، کشادہ پیشانی سے ملنا، خاطر مدارت، آؤ بھگت، اور علم الاخلاق سے مراد وہ علم جس میں معاد و معاش تہذیب نفس سیاست مدن وغیرہ کی بحث ہو۔" (۸)

گویا اخلاق سے مراد عادات حسنہ اور اعلیٰ کردار ہے، ایک مخصوص طرزِ حیات، قاعدہ قرینہ اور وضع بود و باش ہے۔ اخلاقیات کے متعلق الہامی مذاہب کی کتب کیا ہدایات لکھی گئی ہیں یا ان کے پیروکار کس قسم کی اخلاقیات اپنانے کے پابند ہیں اس کا تذکرہ تینوں مذاہب کی موجودہ کتب میں بھی ملتا ہے اسلئے کہ اخلاقیات بہتر کرنے سے یہ ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا کر کے معاشرے کی بھلائی میں مدد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں چنانچہ تینوں مذاہب کی مشترکہ اخلاقیات کا مفصل تذکرہ کچھ یوں ہے۔

یہودی نظام اخلاق:

یہودیت ایک الہامی مذہب، اس کا منبع اور اسلام کا منبع ایک ہی ہے۔ اسلام اور یہودیت کی تعلیمات میں مماثلت ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ یہودیت تدریجی مراحل کا ایک مرحلہ اور اسلام اس تدریج کی انتہا ہے۔ یہودی مذہب کی رو سے انسان مجبور نہیں بلکہ خود مختار ہے کہ چاہے وہ نیکی کی طرف چلے یا برائی کی راہ پر گامزن ہو۔ یہودیوں کی اخلاقیات کی عمارت دینیات کے ستونوں پر قائم تھی اور اس کی بنیاد مذہبی رنگ کے اصول پر یہودیت نے آئین و قوانین، تنظیم الٰہی کا خلاصہ ماحصل، نتیجہ یا اوامر ایزدی کی تعمیل، مفہوم اخلاق کو قرار دیا تھا اور اسی بنا پر یہ خیال پھیل گیا کہ کردار انسانی کی رہبری کیلئے وضع کردہ قانون و آئین و قواعد کی پیروی لازم و واجب ہے۔ یہودیت کی رو سے فضائل اخلاق و رزائل اخلاق کا مختصر تذکرہ کچھ یوں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احکام عشرہ (Ten commandments) جو انہیں کوہ سینا پر عطا ہوئے یہ احکام عشرہ یہودی مذہب کی بنیاد ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ خدا کے سوا کسی کو معبود نہ بنانا۔

۲۔ کسی جاندار کی صورت نہ بنانا اور نہ اسے سجدہ کرنا۔

۳۔ خدا کے نام کی تعظیم کرنا، بے فائدہ اس کا نام نہ لینا۔

۴۔ سبت کے دن کی تعظیم کرنا، چھ دن کام اور ساتویں دن کوئی کام نہ کرنا۔

۵۔ خون نہ بہانا۔

۶۔ ماں باپ کی عزت کرنا۔

۷۔ زنا نہ کرنا۔

۸ ۔چوری نہ کرنا۔

۹۔ اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔

۱۰۔ اپنے پڑوسی کے مکان، بیوی، خادم، خادم، مویشی اور چیز کی طرف لالچ کی نگاہ نہ ڈالنا (۹)۔

یہ احکام عشرہ سادہ تھے اور ان پر عمل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ خدا کی وحدانیت کو قائم کیا جائے اور ایسے معاشرے کی تشکیل کی جائے جس میں انسان کی عزت اور پڑوسی کے حقوق کی حفاظت ہوتی ہو(۱۰)۔یہ احکام عشرہ یہودی مذہب کی جڑ ہیں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو سب سے پہلے یہی احکام نازل کئے تھے اس لئے یہود میں ان کی بہت اہمیت ہے اور قرآن پاک آیات سے با قاعدہ ہمیں ان کی تصدیق بھی مل جاتی ہے، جب ہم وسیع النظر سے دیکھیں تو دنیا کے تمام ممالک سے یہود کے روابط چاہے وہ مسلم ممالک کی شکل میں ہوں یا غیر مسلم ممالک یا دیگر یہود کو انہی احکام عشرہ کی تلقین کی گئی ہے، تالمود تو بعد کی بات ہے یہود کو ان احکام عشرہ پر عمل کر کے دنیا کے تمام ہمسایہ ممالک کو مزید کسی ایسی مشکل میں ڈالنے سے گریز کرنا چاہئے جس سے دیگر اقوام کی دل آزاری ہوتی ہو یا ظلم ہو، کیونکہ یہود جس کتاب پر آج عمل کرتے ہیں وہ عہد نامہ قدیم ہے۔احکام عشرہ اور عہد نامہ قدیم میں جابجا ہمیں فضائل اخلاق کا تذکرہ ملتا ہے جن میں سے چند اہم فضائل اخلاق کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

☆ **والدین کی عزت و تکریم:** بائبل مقدس کے مطابق آدمی کے والدین قادر مطلق خدا کے ساتھ برابر کی عزت و تعظیم کے مستحق ہیں یہودی مذہب میں اولاد و والدین کے باہمی تعلقات پر مثبت زور دیا گیا ہے اولاد کے لئے ماں باپ کی فرمانبرداری لازمی قرار دی گئی۔ خروج میں لکھا ہے ”تو اپنے باپ اور ماں کی عزت کرنا تاکہ تیری عمر۔۔ دراز ہو “(۱۱)۔ اسی طرح کتاب احبار میں ہے: ”اور جو کوئی اپنے ماں باپ پر لعنت کرے وہ۔۔مارا جائے اس نے اپنے ماں یا باپ پر لعنت کی ہے.......... “(۱۲) ربیون نے کہا: آدمی کے تین دوست ہوتے ہیں خدا، باپ اس کی ماں وہ جو اپنے والدین کی عزت کرتا ہے وہ میری عزت کرتا ہے “(۱۳)

☆ **عدل و انصاف:** عدل دنیا کے تمام معاشروں اور ریاستوں کی ضرورت ہے اسی لئے اس کا ذکر ہمیں دنیا کے تقریباً ہر مذہب میں ملتا ہے اسی طرح یہودی مذہب کی تعلیمات میں بھی ملتا ہے مثلاً مقدمات میں عدل و

انصاف کا حکم دیا گیا اور فیصلہ امانت داری اور راستی سے کرنے کا حکم ہے "تو اپنے کنگال لوگوں کے مقدمے میں انصاف کا خون نہ کرنا' جھوٹے معاملے سے۔ اور بے گناہوں اور صادقوں کو قتل نہ کرنا" (۱۴)

ہر انسان اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے اور یہ عین عدل ہے اس کی تعلیم ہمیں یہودیت میں بھی ملتی ہے۔"بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ' صادق کی صداقت اسی کے لئے ہوگی"(۱۵)۔ اسی طرح عادل بادشاہ کی خوبی بھی بتائی گئی کہ "بادشاہ عدل سے اپنی مملکت کو قیام بخشتا ہے"(۱۶)۔

☆ **حلم و ہمدردی:** ایک انسان کو دوسرے انسان کے دکھ درد میں سے ہمدردی کرنی چاہئے اور حلم کا مظاہرہ بھی اپنے عمل سے کرنا چاہیے۔"اور تم مسافر کو نہ توستانا، نہ اس پر ستم کرنا اس لئے کہ تم بھی ملک مصر میں مسافر تھے۔ تم کسی بیوہ یا یتیم لڑکے کو دکھ نہ دینا اگر تم ان کو کسی طرح سے دکھ دے اور وہ مجھ سے فریاد کرے تو میں ضرور ان کی فریاد سنوں گا"(۱۷)۔ "اور تم، خداوند اپنے خدا کی عبادت کرنا تب وہ تیری روٹی اور پانی پر برکت دے گا۔ اور میں تیرے بیچ سے بیماری کو دور کر دوں گا۔ میں ان سب لوگوں کو جن کے پاس تو جائے گا شکست دوں گا۔۔ کہ تیرے سب دشمن تیرے آگے اپنی پشت پھیر دیں گے"(۱۸)

☆ **دشمن سے حسن سلوک**"اگر تیرے دشمن کا بیل یا گدھا تجھے بھٹکتا ہوا ملے تو ضرور اسے اس کے پاس لے آنا' اگر تو اپنے دشمن کے گدھے کو بوجھ کے نیچے دبا ہوا دیکھے اور اس کی مدد کرنے کو جی بھی نہ چاہتا ہو تو بھی اسے ضرور مدد دینا"(۱۹)۔

☆ **احسان کرنا** "اگر راہ چلتے اتفاقاً کسی پرندہ کا گھونسلا درخت یا زمین پر بچوں یا انڈوں سمیت تجھ کو مل جائے اور ماں بچوں یا انڈوں پر بیٹھی ہوئی ہو تو بچوں کو ماں سمیت نہ پکڑ لینا۔ بچوں کو تو لے لے، پر ماں کو ضرور چھوڑ دینا تاکہ تیرا بھلا ہو اور تیری عمر دراز ہو۔ جب تو کوئی نیا گھر بنائے تو اپنی چھت پر منڈیر ضرور لگانا تاکہ یہ نہ ہو کہ کوئی آدمی وہاں سے گرے اور تیرے سبب سے وہ خون تیرے ہی گھر والوں پر ہو"(۲۰)

☆ **پڑوسی سے حسن سلوک:** پڑوسی کو ہر مذہب اہمیت دیتا ہے اور ممالک بھی پڑوسی ہیں، چنانچہ لکھا ہے: "تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا، تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا۔ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا۔ اور نہ اس کے غلام اور اس کے لونڈی اور اس کے بیل اس کے گدھے کا اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی اور چیز کا لالچ کرنا"(۲۱)

☆ **بیوی سے سلوک:** "خدا فرماتا ہے میں طلاق سے بیزار ہوں اور اس سے بھی جو اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے اسلئے رب الافواج فرماتا ہے تم اپنے نفس سے خبردار رہو تا کہ بیوفائی نہ کرو"[۲۲]

☆ **صدقہ و خیرات کی تعلیم:** "جب تم خداوند کے شکرانے کا ذبیحہ قربانی کرو تو اسے اس طرح قربانی کرنا کہ تم مقبول ٹھہرو"[۲۳]

تالمود میں ربیوں کی تعلیم میں لکھا گیا ہے:

" ایک شخص کے ساتھ کسی امید یا واپسی کی خواہش کے بغیر ہمدردی کرنا احسان اور فیض رسانی کا ایک عمل ہے۔۔ کسی شخص پر احسان کرنا جس کی ہم مدد کرنے پر مجبور نہیں ہیں ہیں اور اپنی مشکل میں کسی شخص پر احسان کرنا اور اسے فائدہ پہنچانا جس کا وہ مستحق ہے"[۲۴]

خیرات فیض رسانی کی ایک قسم ہے، لیکن یہ صرف غریب اور محتاج کے لئے ہوتی ہے جبکہ فیض رسانی غریب امیر اور بلند و پست مرتبے والے کے لئے۔۔ تین طرح سے فیض رسانی خیرات سے بہتر ہے۔ جیسا کہ یہ لکھا ہے: "خداوند نے بیمار کی تیمارداری کی' خداوند مرے کے بلوتوں میں نظر آیا۔۔ اس لئے ہمیں اسی طرح کرنا چاہیے۔ خداوند ماتم کرنے والے کو تسلی دیتا ہے اور ابراہیم کی وفات کے بعد خدا نے اس کے بیٹے اسحاق کو برکت بخشی۔۔ ایک اور ربی نے کہ "جو اپنی استطاعت کے مطابق خیرات نہیں کرتا سزا پائے گا"[۲۵]

☆ **مہمان نوازی اور شکر گزاری:** مہمان نوازی فیض رسانی کا دوسرا وصف ہے۔ ابراہیم نے اپنے گھر کو مسافروں کے لئے کھولا اور ان کی مہمان نوازی کی۔ میرا شکر یہ ادا نہ کرو کیونکہ میں اس جگہ کا مالک نہیں ہوں بلکہ خدا کا شکر ادا کرو جس نے زمین اور آسمان بنائے۔ ایک اور ربی نے کہا: یہ خدا کی نظر میں بھلا ہے اگر ہم مسافروں کے ساتھ مہمان نوازی اور مہربانی سے پیش آئیں جیسے ہم صبح سویرے اس کی شریعت کا مطالعہ۔۔ اس نے یہ بھی کہا جو اپنے ساتھیوں سے مہربانی سے پیش آتا ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں[۲۶]۔

☆ **خدا کا خوف:** ربی حنا کے بیٹے نے کہا کہ "وہ جو خدا کے خوف کے بغیر اس کی شریعت پر عمل کرتا ہے وہ مانند ہے جس کے پاس خزانے تھے' اندرونی دروازے کی کنجی تو ہو لیکن ان دروازوں کی کنجیاں نہ

ہوں جو اس دروازے تک پہنچاتے ہیں۔" ربی سکندر نے کہا کہ " وہ جو دنیاوی حکمت رکھتا ہے اور خداوند کا خوف نہیں ۔۔ مانند ہے جو ایک گھر کی تعمیر کا منصوبہ رکھتا ہے اور صرف اس کے دروازے مکمل کرتا ہے جیسے داؤد کہتا ہے کہ " خداوند کا خوف حکمت کا آغاز ہے "(۲۷)۔

☆ **خوش اخلاقی:** ابایاہ نے درج ذیل اپنی بہترین نصیحت کو پیش کیا: " اسے خوش اخلاق بھی ہونا چاہیے اور سب لوگوں کے درمیان شفیق باتوں کو سرانجام دینا چاہیے اسطرح کہ وہ خود بھی اپنے کاموں سے خدا اور اس کی مخلوق سے محبت حاصل کرے "(۲۸)۔

☆ **طہارت :** طہارت کو اسلام میں بے حد اہمیت حاصل ہے۔ اگر ہم یہودی مذہب کی موجودہ تعلیمات پر بھی غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ گو کہ موسوی شریعت اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں لیکن جس انداز میں بھی موجود ہے اس میں بھی طہارت پر زور دیا گیا ہے۔ کتاب احبار میں ہے: "تم بنی اسرائیل کو ناپاک کرنے والی چیزوں سے ہمیشہ دور رکھنا تاکہ وہ میرے مقدس کو جو ان کے درمیان ہے ناپاک کرنے کی وجہ اپنی نجاست میں ہلاک نہ ہوں "(۲۹)۔

رذائل اخلاق

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے اور رذائل اخلاق میں بڑی برائیوں میں شمار ہوتی ہے عہد نامہ قدیم میں موجودہ تورات کے حوالے سے اس کا ذکر واضح طور پر ملتا ہے :

☆ **جھوٹ:** کتاب احبار میں لکھا ہے کہ " نہ ایک دوسرے سے جھوٹ بولنا "(۳۰)

☆ **شراب نوشی کی ممانعت:** اسلام کی طرح یہودیت میں بھی شراب واضح طور پر حرام ہے، اس کے باوجود آج پوری دنیا میں سب سے زیادہ اس کا کاروبار کرنے والے یہود ہی ہیں چنانچہ اس کا ذکر بھی واضح طور پر موجودہ تورات میں بھی ملتا ہے باوجود اس کے کہ اس میں معنوی لفظی تحریف ہے اس کے باوجود اللہ کا قانون تبدیل نہیں کر سکے اس لئے کہ اصل طاقت اور قانون اس کا ہے، شراب کی ممانعت کا ذکر تورات میں یوں ملتا ہے۔ " تو یا تیرے بیٹے مَے یا شراب پی کر۔۔ داخل نہ ہونا.. نسل در نسل ہمیشہ ایک قانون رہے گا "(۳۱)۔

☆ **سود کی ممانعت:** سود جو تمام معیشت کو تباہ کرتا ہے اسی لئے آج ہمیں دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ملتا جہاں کا کاروبار اس سے پاک ہو تبھی دنیا آج ایک دوراہے پر کھڑی ہے۔ شراب کی طرح سود کی لعنت میں

دنیا کو مبتلا کرنے والے اور اس کی چکاچوند سے دنیا کو بیوقوف بنانے والے یہ یہود ہی ہیں۔ جب کہ قرآن حکیم کی طرح ان کی موجودہ تورات میں بھی اس کی حرمت کا واضح حکم ملتا ہے۔ مثلاً "تو اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دینا خواہ وہ روپے کا سود ہو یا اناج کا سود یا کسی ایسی چیز کا سود ہو جو بیاج پر دی جاتی ہے "[۳۲]۔

☆ **قتل کی ممانعت:** قتل ان دس احکام عشرہ میں سے ایک ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سب سے پہلے عطا کئے، اس سے انسان کی اہمیت وعظمت کا پتہ چلتا ہے اس پر یہود کو غور کرنا چاہیے کیا تالمود، تورات سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے؟ جو اس کے قوانین پر عمل تورات سے زیادہ ہوتا ہے موجودہ تورات میں قتل کی ممانعت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "تو خون نہ کرنا"[۳۳]

☆ **چوری:** چوری جیسی بری عادت سے رکنے کی تاکید کی گئی لکھا ہے کہ "تو چوری نہ کرنا"[۳۴]۔ "اگر کوئی اپنے ہمسائے کو نقدیا جنس رکھنے کو دے اور۔۔ اگر چور پکڑا جائے تو دونا اس کو بھرنا پڑے گا"[۳۵]

☆ **خیانت:** "ہر قسم کی خیانت کے معاملے میں خواہ بیل کا، گدھے کا یا بھیڑ یا کپڑے یا کسی اور کھوئی ہوئی چیز کا جس کی نسبت کوئی بول اٹھے کہ وہ چیز یہ ہے تو فریقین کا مقدمہ۔۔ جسے خدا مجرم ٹھہرائے وہ اپنے ہمسایے کو دونا بھر کر دے "[۳۶]

☆ **رشوت:** آج دنیا کا ایک بڑا مسئلہ رشوت بھی ہے اس کی بھی ہمیں تورات میں اسکی ممانعت ملتی ہے رشوت کے بہت سے نقصانات کے متعلق ہمیں عہد نامہ قدیم سے پتہ چلتا ہے: "رشوت نہ لینا کیونکہ رشوت بیناؤں کو اندھا کر دیتی ہے "[۳۷] اسی طرح کہا گیا: " تو نہ کسی کی رورعایت کرنا اور نہ رشوت لینا کیونکہ رشوت دانشمند کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے "[۳۸] رشوت کا ذکر ہمیں عہد نامہ قدیم سے بکثرت ملتا ہے اور یہ بہت بری خصلت ہے اسے یہودی مذہب میں ناپسندیدہ کہا گیا ہے۔

☆ **زنا کی ممانعت:** زنا سے رکنے کا کہا گیا تو کہا: "تو زنا نہ کرنا "[۳۹]

☆ **ظلم:** ظلم انتہائی بری عادت ہے اس کی مذمت ہر مذہب میں کی گئی ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ "پردیسی، محتاج خادم اور اپنے پڑوسی پر ظلم نہ کرنا"[۴۰] ایک اور جگہ لکھا ہے کہ: "سنو! بنی اسرائیل کہ ہمارا خداوند ایک ہی ہے۔۔ "اخوت انسانی" کے بارے میں فرمایا اور اپنے پڑوسی سے اسی طرح محبت کرنی چاہیے جس طرح تم اپنی ذات سے پیار کرتے ہو "[۴۱]۔ اخوت معاشرے کے انسانوں میں محبت کی اور ظلم اس کے متضاد لے جاتا ہے۔

عیسائی نظام اخلاق:

عیسائیت نے یہودی نظریہ اخلاق کی اصلاح کی اس مذہب نے اخلاق کے بندھے نئے قوانین کو ختم کر دیا۔ خواہشات فطری و جسم کو فروتر قرار دے کر ان دونوں پر روح کی فرمانبرداری قائم کی۔ عیسائیت نے یہ نظریہ پیش کیا کہ نیکی بذات خود کوئی حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ نیکی انسان کو معبود سے ملانے پر قاصر ہے جب تک کہ خدا خود بندے کی داخلی زندگی میں انقلاب پیدا نہ کر دے جس کے ذریعے سے نیک اعمال خود بخود وقوع پذیر ہونے لگے۔ اخلاق پر مذہبی زندگی کا انحصار ہے۔

عیسائیت میں اخلاقی زندگی انسان کی نیک سرشت کی تربیت دینے اور سنوارنے کا نام نہیں بلکہ اس زندگی کے حصول کے لئے بنیادی تبدیلی نئی زندگی کا آغاز ہے۔ عیسائیت کی اخلاقی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا فی الحقیقت قوت بشریٰ سے بالاتر ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے خدا کی محبت پر بہت زور دیا اور اسے بعض اچھوتی تمثیلوں کے ذریعہ بیان کیا، فرماتے ہیں "مبارک ہیں جو دل کے قریب ہیں جو حلم ہیں، راست بازی کے بھوکے۔۔۔۔ راست بازی کے سبب ستائے گئے "(۴۲)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: "خبر دار اپنی راست بازی کے کام آدمی کے سامنے دکھانے کے لیے نہ کریں، نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسماں میں ہے۔۔۔ بلکہ جب تو خیرات کرے۔ تو جو تیرا دایاں ہاتھ کرتا ہے اسے تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے تاکہ تیری خیرات پوشیدہ رہے اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا "(۴۳)۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم برحق تھی انھوں نے مادہ پرستی اور شکم پروری کارد کر کے خدا پرستی کا تصور راسخ کرنے کی کوشش کی، توکل کی تعلیم بھی دی۔ فرماتے ہیں: "اور تم سن چکے ہو۔۔ کہ خون نہ کرنا اور جو کوئی خون کرے گا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہو گا۔۔ کہ تم سے کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ دانت کے بدلے۔۔ بلکہ جو کوئی تیرے دائیں گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے ۔۔ جو تجھ سے قرض مانگے اسے دے دے اور جو قرض چاہے اس سے منہ نہ موڑ "(۴۴)۔

والدین کا احترام: انسانی رشتوں میں سب سے بڑا رشتہ جس کا درجہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑا ہے، وہ والدین کا ہے۔ چنانچہ متی میں لکھا ہے: "تو اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کرنا اور جو

باپ یا ماں کو برا کہے وہ ضرور جان سے مارا جائے"[۴۵]۔ غرض والدین کا درجہ بہت بلند ہے اسی لئے ان کے ادب کی تاکید ہمیں عیسائیت میں بھی ملتی ہے۔

پڑوسی کی عزت کرنے کی تعلیم: تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنی دشمنوں سے عداوت۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور ستانے والوں کے لئے دعا کرو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان میں ہے بیٹے ٹھہرو[۴۶]۔

نرم مزاجی ": مبارک ہیں جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے"[۴۷]۔

امن پسندی: امن اقوام عالم کی ضرورت ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے "[۴۸]۔

عفوودرگزر: اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کروگے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف کرے گا "[۴۹]۔

غیر محرم عورت کے متعلق تعلیم: فرمایا گیا : آپ اگلے لوگوں سے سن چکے ہو کہ زنا بہت پاپ ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ جو شخص پرائی عورت کی طرف بری نظر سے دیکھتا وہ دل میں زنا کا مرتکب ہو چکا اس لئے تمہاری آنکھ یا۔۔کاٹ کر پھینک دیں[۵۰]۔

بری خواہش نہ کرنا: "جس کسی نے بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا ۔پس اگر تیری داہنی آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے۔۔۔۔اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ ڈالا جائے"[۵۱]۔

خیرات وصدقہ کی تعلیم: خیرات کی تعلیم یوں فرماتے ہیں:"ایک دولت مند شخص حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس آیا اور پوچھا کہ اے نیک استاد میں کون سا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ آپ علیہ السلام نے جواب دیا"اگر تو کامل ہونا چاہے تو جا کر سب کچھ جو تیرا ہے بیچ ڈال اور محتاجوں کو دے۔ تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا تب آکر میرے پیچھے ہولے" [۵۲] اسی طرح کہا گیا: "مال اپنے واسطے زمین پر جمع نہ کرو۔ جہاں کیڑا خراب کرتا ہے اور جہاں چور لے جاتے ہیں بلکہ اپنا مال آسمان پر جمع کرو جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے اور نہ چور چراتا ہے"[۵۳]۔

عیسائیت کی اخلاقی تعلیمات میں رہبانیت اور تجرد کا پہلو واضح طور پر پایا جاتا ہے جو کہ اخلاق حسنہ کے منافی ہے۔

سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

"مذہب عیسائیت کی اولین کمزوری یہ ہے کہ ایک انجان اور نوخیز ذہن روزمرہ زندگی کے مسائل و معاملات اور مذہبی تعلیمات میں کوئی ہم آہنگی نہیں پاتا۔ بلکہ عیسائی مذہب زندگی کو دو الگ الگ حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔۔۔ جس کے نتیجے میں انسان کی روزمرہ زندگی اور معاملات سے بیدخل والا تعلق رہ گیا ہے" (۵۴)

رذائل اخلاق:

ظلم سے پرہیز: ظلم ناپسندیدہ اخلاق میں سے ایک ہے اس سے بچنے سے موجودہ عیسائیت میں بھی منع کیا گیا ہے جیسا کے لوقا میں ہے: "نہ کسی پر ظلم کرو"(۵۵)۔ رحم اپنانا چاہئے تاکہ اللہ آپ پر بھی رحم کرے اور بے انصافی سے بچنا چاہئے جیسا کہ یعقوب میں لکھا ہے۔ "جس نے رحم نہیں کیا اس کا انصاف بغیر رحم کے ہوگا رحم انصاف پر غالب آتا ہے"(۵۶)۔

جھوٹ: جھوٹ بہت بری عادت ہے اور جھوٹی قسم بھی نہیں کھانی چاہیے جیسا کہ ایک جگہ لکھا ہے کہ": ایک دوسرے سے جھوٹ نہ بولو (۵۷)۔ جھوٹی قسم کھانے کی ممانعت کرتے ہوئے تاکید کی کہ:"جھوٹی قسم نہ کھانا"(۵۸)۔

خلاصہ یہ کہ عیسائیت تواضع اور انکساری کا تصور دیتی ہے۔ خودداری او عزت نفس کا نہیں۔ عفو ودرگزر کا درجہ بلند ہے بالکل اسی طرح عدل وانصاف بھی معاشرے کی فلاح کے لئے ضروری ہے۔ پروٹسٹنٹ فرقے میں یہ صفات کافی حد تک پائے جاتے ہیں جب کہ کیتھولک فرقے میں یہ صفات صفر ہیں۔ حرف آخر کے طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ عیسائیت بھی یہودیت کی طرح فکر و عمل میں حسن اخلاق کی نشوونما سے غافل اور رسوم ظاہری کی بندشوں میں پھنسی ہوئی ہے جو کسی بھی معاشرے کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے

اسلامی نظام اخلاق:

۱۔ انسان اپنے وہ اعمال جو وہ ارادہ سے کرتا ہے اور ان کے نتائج پر غور و فکر کرنے کے بعد کرتا ہے۔ یہ اچھے ہیں یا برے اور ان ہی کے متعلق انسان سے باز پرس کی جاتی ہے اور وہ ان ہی امور میں جوابدہ ہوتا ہے (۵۹)۔

۲۔ زندگی کی وہ اقدار اور وہ معنوی زریں اصول جن پر انسان کی عمومی اور اجتماعی زندگی کا دارومدار ہے۔ مثلاً سچ، عفو درگزر، عدل و احسان، صبر وغیرہ۔ ان کو فضائل اخلاق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اس کے مقابلے میں جن چیزوں سے روکا جاتا ہے، مثلاً جھوٹ، خود غرضی، دھوکا، ملاوٹ وغیرہ۔ ان کو رزائل اخلاق کا نام دیا گیا ہے[۶۰]۔

۳۔ انفرادی طور و اطوار کو باحسن طریق انجام دینا، مثلاً کھانا، پینا، سونا، جاگنا، چلنا پھرنا، ہنسنا بولنا انہیں آداب کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں۔ اسلام نے جس عمل کو نیکی قرار دیا ہے اس کے لیے دل کی خوشی کو بھی لازم ٹھہرایا۔ حضرت نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق دریافت کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ))[۶۱] (نیکی حسن اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹک جائے اور تجھ کو پسند نہ ہو کہ تمہارے اس کام کو لوگ جانیں)۔ مزید ارشاد مبارک ہے:((إن المؤمن إذا أذنب ذنباً نكتت نكتة سوداء في قلبه فإن تاب ونزع واستغفر صقل قلبه منها وإذا زاد زادت حتى تعلو قلبه))[۶۲](بندہ جب غلطی کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے۔ اگر وہ استغفار اور توبہ کر لیتا ہے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر غلطی دہراتا ہے تو نکتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے)۔

ایک اور جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ، وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ)) [۶۳] (جب نیکی تجھے خوشی دے اور برائی تجھے بری لگے تو تو مومن ہے۔)

اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ظاہر ہے کسی ایسے عمل سے ممکن نہیں جس کے عمل کے پس منظر میں کہیں بھی کھوٹ شامل ہو۔ اس لیے اس کے حصول کے لیے بے غرضی، حسن نیت اور اخلاق بھی ضروری ہے اور یہی درحقیقت اعمال کی جان ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں یوں بیان فرمایا ہے:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إليه))[۶۴]

ترجمہ: انسان کے اعمال اس کی نیت پر موقوف ہیں اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے تو جس کی ہجرت خدا اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے تو اس کی ہجرت خدا اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے، اور جس کی ہجرت دنیا کمانا ہو یا کسی عورت کو پانا ہو کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اس کی طرف ہے جس کی غرض سے اس نے ہجرت کی۔

اخلاق کی اقسام:

انسان جو کام بھی کرتا ہے، یا جو بات بھی کہتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی غرض ضرور ہوتی ہے۔ خواہ یہ غرض دنیاوی ہو یا آخرت میں اپنے رب سے اجر و ثواب کے لیے ہو۔ بہر حال غرض کوئی نہ کوئی ضرور رہتی ہے۔ اس لحاظ سے اخلاق کی بھی قسمیں ہیں۔ مثلاً:

۱۔ کاروباری اخلاق

۲۔ نمائشی اخلاق

۳۔ اسلامی اخلاق (۶۵)

اسلام کی اخلاقی تعلیم کا بنیادی نکتہ ہے کہ طبعی جذبات کو کچلنا خوبی نہیں گویا اسلام نے انسانی قوتوں کے استیصال کی تعلیم نہیں دی بلکہ بتایا ہے کہ کوئی قوت فی نفسہٖ بُری نہیں بلکہ وہ موقع و محل کے خلاف استعمال کی وجہ سے بُری کہلاتی ہے۔ اس نے غصے کو ضبط کرنے والے کی تعریف کی ہے۔ غصے کے مٹا دینے والے کی نہیں۔ اسلام نے جو قانون اخلاق پیش کیا ہے اس کا کبھی یہ منشا نہیں ہوا کہ اس قسم کے جذبات کو نابود ہی کر دیا جائے بلکہ اس نے فطری قویٰ کی تعدیل و تربیت پر زور دیا ہے

خوش خلقی: حسن اخلاق اسلام کی بہترین خوبی ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً﴾ (۶۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے رنگ سے بہتر کوئی رنگ نہیں۔

جو اخلاق، اخلاق الٰہیہ سے مطابقت رکھیں، وہ اچھے ہیں اور جو ان کے منافی ہوں، وہی برے۔ اسلام ہمیں ایک متعین ماخذ دیتا ہے یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ جس سے ہم کو ہر حال اور ہر زمانے میں اخلاقی ہدایات ملتی ہیں اور یہ ہدایات ایسی ہیں جو زندگی کے ہر معاملے میں ہماری رہنمائی کرتی

ہیں (۶۷)۔ جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الأَخْلَاقِ)) (۶۸) (میں تو اس لیے بھیجا گیا کہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کروں)۔

اسلام کی اخلاقی تعلیم روح و اعضاء کے ساتھ وہ دل و دماغ کو بھی پابند کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ﴾ (۶۹)

ترجمہ: اور غرور میں آکر لوگوں کی طرف سے اپنا منہ کج نہ کر لیا کرو اور زمین پر اکڑ کر نہ چل بے شک اللہ تعالیٰ ہر چالباز فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ اپنی رفتار میں میانہ روی رکھ، اپنی آواز کو پست و نرم رکھ۔

پس خلیق ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ صاحب خلق کا طرز عمل اور طریق ادب آمیز ہو۔ حسن خلق اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظاہر ہیں اور چونکہ اس کی ذات کی طرح صفات و اخلاق کا علم بواسطہ پیغمبر ﷺ سے ملا ہے، اس لیے حسن اخلاق پیغمبر ﷺ اور اس کی تعلیمات سے ربط و تعلق کے بغیر نہ قابل اعتماد ہے، نہ قابل اعتبار۔

فضائل اخلاق:

اخلاق حسنہ کی جزئیات کثرت سے بیان کی ہیں ان کا احاطہ کرنا بھی مشکل ہے۔ قدیم حکماء اخلاق کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں: ا۔ امہات اخلاق، ۲۔ فروع اخلاق

ا۔ امہات اخلاق: اس سے مراد اخلاق کے وہ جوہری ارکان جن کی کمی بیشی سے اخلاق کی مختلف قسمیں پیدا ہوتی ہیں، اور انہی کے اعتدال سے فضائل اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ اسلامی نظام اخلاق انسان کو تقویٰ، اخلاص، صدق، عفت، دیانت داری، عدل و انصاف اور احسان کا درس دیتا ہے اور یہ وہ بنیادی اقدار ہیں جو کسی بھی معاشرہ کی اصلاح کا سبب بنتی ہیں لہذا پوری دنیا کی فلاح بھی اسی میں مضمر ہے کہ ان قدروں کو انسانی زندگی کا مقصد بنایا جائے اسلام میں عبادات کا مقصد ہی اخلاقی درستگی قرار دیا گیا ہے (۷۰)۔

ا) **تقویٰ:** تقویٰ اس قلبی کیفیت کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان خدا کی ہر نافرمانی سے بچنے اور اس کے احکامات کو بجالانے کی کوشش کرتا ہے۔ متقی کی مثال اُس سمجھدار کسان کی ہے جو اچھی فصل کے لئے ایک طرف زمین کو اس

کی خرابیوں سے پاک کرتا ہے'اس کی ناہمواریوں کو ہموار کرتاہ اور اس کی سختی کو نرمی میں تبدیل کرتا ہے۔ دوسری طرف وہ اس کی آبیاری اور اچھے بیج کا بندوبست کرتا، صرف یہی نہیں بلکہ فصل کے تیار ہونے تک وہ مسلسل نگہداشت کرتا ہے۔ یہ نفی واثبات کا عمل اس کو کھلیان گھر لے جانے کے قابل بناتا ہے(۷۱)۔

۲۔احسان : اسلامی اخلاق کی بلند ترین منزل احسان ہے جو اسلام سے والہانہ محبت کا تقاضا کرتی، ایسی محبت جس میں ایک انسان تن من دھن قربان کرکے بھی یہ سمجھتا ہے کہ اس سے بندگی رب کا حق ادا نہیں ہوا۔ وہ صرف فرائض کی بجاآوری ہی نہیں کرتا بلکہ نیکی کے مواقع تلاش کرتا رہتا ہے بقول اقبال اس کے دل سے پکار اٹھتی ہے کہ:

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی دیکھ میں کیا چاہتا ہوں (۷۲)

اسلام نے اخلاقیات کی تعمیر "ایمان" سے شروع کی تھی اس کو اسلام اور تقویٰ کے مراحل سے گزار کر "احسان" کے ایسے بلند مقام پر پہنچادیا کہ اس کے بعد کوئی بلندی نہیں رہتی۔ احیاء العلوم میں امام غزالیؒ نے اس پر بھی روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ "جو صفت بھی قلب میں پیدا ہوگی، لا محالہ اس کا اثر اعضاو جوارح پر ہو گا۔ گویا تمام اعضاء اپنی حرکت میں قلب کے فیصلے کے منتظر رکتے ہیں۔ اسی طرح جو فعل اعضاء سے سرزد ہو گا اس کا کچھ نہ کچھ اثر قلب پر ضرور پڑے گا۔ غذاؤں کا بھی انسان کے اخلاق پر اثر پڑتا ہے۔ قرآن مجید میں جو بعض غذاؤں کی حرمت کا ذکر ہے اس کے پیچھے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ان کے استعمال سے انسان بعض اعلیٰ اخلاق سے محروم رہ جاتا ہے(۷۳)۔

۳۔اعتدال پسندی: اعتدال کے معنی ہیں برابر ہونا، یہ لفظ عدل سے مشتق ہے۔ عدل کا مطلب ہے توازن، مساوات، افراط و تفریط اجتناب، انصاف، تناسب اور لوگوں کے تعلقات ان بنیادوں پر قائم کرنا، جس سے ہر شخص کو اس کا جائز حق مل جائے۔ قرآن حکیم میں عدل کے مترادف الفاظ قسط، وسط اعتدال، میزان، مستقیم اور تقدیر وغیرہ وارد ہوئے ہیں۔۔ اسلامی فکر اپنے تمام دائروں میں وسعت و جامعیت اور توازن و اعتدال کا حسین امتزاج ہے۔ کشادگی، آسانی، تخفیف، دفع ضرر، اعتدال اور مصلحت کا اطلاق اسلامی احکام کے تمام دائروں عبادات مناکحات، عقود، تصرفات، عقوبات اور قضاد و افتاد کے سب گوشوں تک وسیع ہے (۷۴)۔

مسلمان کی خوبی یہ بھی ہے کہ نہ تو اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں، بلکہ درمیانی راہ اختیار کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾ (۷۵)

ترجمہ: اور جو خرچ کریں تو فضول خرچی نہ کریں اور نہ بہت تنگی کریں اور ہے اس کے بیچ ایک سیدھی راہ۔

عدل وانصاف: جن امور پر اسلام نے سب سے زیادہ زور دیا ہے ان میں سے ایک عدل وانصاف ہے۔ یہ دراصل سچائی اور راست بازی کی ایک شکل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کے ساتھ بلا رورعایت وہ معاملہ کیا جائے۔ اسی عدل وانصاف پر دنیا کا نظام قائم ہے۔۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہدایت کی گئی ہے کہ معاملات میں عدل وانصاف کو اپنا اصول اور نصب العین بنالو۔ اسلام کی خصوصیت ہے کہ وہ دشمنوں کے ساتھ بھی عدل وانصاف کی تاکید کرتا ہے (۷۶)۔

صبر و تحمل اور رواداری: اسلام نے صبر و تحمل اور رواداری پر بڑا زور دیا ہے اور یہ مومنین کی اعلیٰ ترین صفات اور خوبیوں میں سے ایک ہے انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی اس کا درس دیا ہے (۷۷)۔ اصطبر کا معنی بھی صبر کرنا ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ﴾ (۷۸)

ترجمہ: اس کی عبادت کرو اور اس کی عبادت کے سلسلے میں صبر کرو۔

تحمل کے لئے فارسی میں "برداشت" کا لفظ ہے۔ یہ لفظ "بر" اور "داشت" کا مرکب ہے۔ "بر" کا مطلب ہے "بوجھ" اور "داشت" کا مطلب ہے "رکھنا"۔ برداشت کا لغوی مفہوم کسی بوجھ کو سنبھالنا ہوگا۔ "عربی میں "تحمل" اور "تسامح" بھی مشتمل ہے اور انگلش میں "Tolerance" کا لفظ استعمال ہوا ہے (۷۹)۔

رواداری کا مفہوم: روداری کے معنی صبر وبرداشت کے ہیں۔ اور مذہبی رواداری کا مطلب یہ ہے کہ مذہب سے متعلق جو افکار اور نظریات ہیں ان کا احترام کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (۸۰) (دین میں کوئی جبر نہیں)۔

اسلام چونکہ دین انسانیت ہے لہٰذا وہ انسانی معاشرے کے اندر تمام انسانوں کو اجتماعیت میں پرونا چاہتا ہے۔ اور اس تناظر میں اجتماعی عدل کو اسلام کی روح قرار دیا ہے۔ وہ اپنے پیروکاروں کے اندر

صبر و برداشت پیدا کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ آپس میں متحد اور بھائی چارے کی فضا میں رہ کر اس خلق کو اپنے اندر اتنی وسعت دیں تاکہ آگے چل کر پورے معاشرے کے اندر اخوت کی فضا قائم کر سکے (۸۱)۔

تحمل، برداشت اور حلم و بردباری کی تعلیم عام ہو اسلامی تعلیمات کا امتیازی پہلو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ (۸۲) (اور البتہ جس نے برداشت کیا اور معاف کیا تو بے شک مدت کے کام ہیں)۔

انسانی تاریخ میں فتح مکہ کی رواداری، وسعت نظری، انسانی دوستی کا وہ عظیم واقعہ ہے جس کی مثال کہیں اور نہیں دکھائی دیتی۔ اسے روشن خیال اور انصاف پسند غیر مسلم مفکرین نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اور حضرت محمد ﷺ کی رواداری اور صلح جوئی کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے آج بھی صرف یہی طریق محمد ﷺ امن عالم کا ضامن ہے (۸۳)۔

ایفائے عہد: ایفائے عہد سے مراد ہے قول و قرار کا پورا کرنا۔ یعنی اگر کسی سے کوئی وعدہ کیا ہے تو اس پر مکمل طور پر عمل کرنا اور اپنی زبان کا پاس کرنا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ اللهَ لا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ﴾ (۸۴) (بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کی خلاف ورزی نہیں کرتا)۔

صدق: صدق صفات ربانی میں سے بھی سب سے بڑی صفت ہے اور یہ انبیاء کی صفت ہے۔ صدق کے معنی سچ بولنا۔ صادق سچے کو اور صدیق ہمیشہ سچ بولنے والے کو کہتے ہیں۔ صدق ہر قسم کی سچائی کو کہتے ہیں، خواہ اس کا تعلق زبان سے ہو، قلب سے ہو، یا عمل سے ہو۔ اسلام میں صفتِ صدق کو اخلاقیات کے اصول اور اساس میں شمار کیا جاتا ہے۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ سچے ہونے کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے:

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللهِ حَدِيْثًا﴾ (۸۵) (اور بات میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کون ہے)۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا

((إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى البِرِّ، وَإِنَّ البِرَّ يَهْدِي إِلَى الجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا. وَإِنَّ الكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الفُجُورِ، وَإِنَّ الفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا)) (۸۶)

ترجمہ: سچ بولنا نیکی کا راستہ بتاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا جاتا ہے یہاں تک کہ خدا کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ برائی کا راستہ بتاتا ہے اور برائی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔اور ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے ہاں جھوٹا لکھا جاتا ہے۔

رذائل اخلاق:

جھوٹ: عربی میں اس رزیلت کو "کذب" کہا جاتا ہے اسلام نے جس طرح سچائی کو تمام اچھائیوں کی بنیاد بتایا،اسی طرح جھوٹ کو تمام برائیوں کی جڑ سمجھا ہے۔ جھوٹ کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے: ((كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ))(۸۷) (آدمی کے لیے یہ جھوٹ کافی ہے کہ جو سنے اسے کہتا پھرے)۔

ظلم: ظلم ایک سنگین جرم ہے، جس کی سزا دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَإِنْ بَغَتْ إِحْدٰهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ﴾ (۸۸) (اگر ایک جماعت دوسری جماعت پر ظلم وزیادتی کرے تو باغی اور ظالم جماعت سے لڑو اور قتل کرڈالو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے)۔

ایک حدیث میں آیا ہے:((يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ عَلَيْكُمْ مُحَرَّمًا،فَلَا تظْلِمُوا الْعِبَادَ)) (۸۹) (اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر لیا ہے اور تمہارے درمیان بھی اس ظلم کو حرام کر دیا ہے۔ لہٰذا تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو)۔

تکبر: رزائل اخلاق میں سے ایک ہے۔ عبد اللہ انطاکیؒ فرماتے تھے کہ انسان کو عبادات میں سخت نقصان دینے والی وہ چیز ہے، جو بداعمالیوں کو بھلاوے اور صالحات کی یاد دلائے، جس سے وہ شخص تکبر اور غرور میں پڑ جائے گا اور آخرت میں نیکی اور ثواب سے محروم رہے گا۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو صالحین میں شمار کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ)) (۹۰) (جس شخص کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو گا، وہ جنت میں نہیں جائے گا)۔

زنا: زنا یہ بڑی برائی ہے جس سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے۔ وہ باتیں جو زنا کی طرف راغب کرتی ہیں، اسلام میں ممنوع قرار دی گئی ہیں۔ مثلاً کسی غیر محرم کی طرف للچائی نظروں سے دیکھنا، تنہائی میں ملنا جلنا م عورتوں سے بے تکلف ہونا وغیرہ کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے[۹۱]۔

غصہ: غصہ حرام ہے غصہ سے ہی تکبر اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴾[۹۳]

ترجمہ: اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔

حضور ﷺ سے کسی نے نصیحت پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((لاَ تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: لاَ تَغْضَبْ))[۹۲] (غصہ نہ کیا کر، تو اس شخص نے بار بار دہرائی، آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کر)۔

خلاصہ کلام یہ کہ یہودیت اور عیسائیت کی اخلاقیات کی اہم اخلاقی قدریں قرآن پاک میں بھی ملتی ہیں جیسے قرآنی احکام عشرہ جو قرآن مہیا کرتا ہے وہ مختصراً یہ ہیں جو یہود اور عیسائیت کی اصل تعلیمات سے مشترک ہیں: شرک نہ کرنا، والدین کے ساتھ احسان کرنا اور حس سلوک کا مظاہرہ کرنا، مفلسی کے ڈر سے اولاد کا قتل کی ممانعت، فحش اور بے حیائی کے قریب نہ جانا، انسانی جان کی حرمت، یتیم کا مال ناحق طریق سے نہ کھانا، ناپ تول میں کمی نہ کرنا، اانصاف سے کام لینا، عہد کا پورا کرنا، اللہ کے احکامات اور دی ہدایت پر چلنا۔ قرابت داروں کو ان کا حق دینا، غربا اور مساکین کی مدد، اسراف اور تبذیر اور بخل سے پرہیز، زنا سے بچنا، قتل نفس سے بچنا، مظلوم کا قصاص و دیت، آخرت کی باز پرس ان میں سے زیادہ مشترک ہیں[۹۴]۔

حرف آخر کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اسلام ایک ایسے اخلاقی نظام کا موسس ہے جس کا ماٰخذ وحی ربانی ہے۔ اس لئے اس میں غلطی کا احتمال نہیں۔ قرآن نے نہ صرف ان تعلیمات کو مکمل کیا بلکہ اپنے کمال تک پہنچایا۔ اس لئے یہ قدیم اور جدید مذہبی و عقلی اور وصفی تمام محاسن رکھتا ہے۔ تمام مذاہب اور تہذیبوں کے نظام میں اخلاقی تعلیمات موجود ہیں۔ آج کا دور احیاء اسلام کا دور ہے۔ اس لئے اللہ کی بھیجی تعلیمات پر اخلاص سے عمل کی اشد ضرورت ہے۔ یہودیت اور نصرانیت کی تعلیمات نصائح پر مبنی ہیں جبکہ اسلام نے اس کی گرفت بھی کی۔ اسلام کا نظام صرف تھیوری ہی نہیں بلکہ آزمایا ہوا آئین ہے۔

اسلام میں عدل وانصاف کا حسین امتزاج ہے جبکہ نصرانیت میں صرف احسان ہے اور یہودیت میں صرف قانون ہے۔ یعنی ایک قانون اور دوسرا اخلاق ہے۔ اور اسلام میں یہ دونوں موجود ہیں۔ اسلام میں افراط و تفریط نہیں بلکہ اعتدال ہے اس لئے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں عافیت ہے۔ غرض کہ اگر اخلاق حسنہ پر عمل کیا جائے تو اور رزائل اخلاق سے بچا جائے تو دنیا میں امن وسکون کا راج ہو۔ جب ہم اسلام کی طرف نظر دوڑائیں تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام کا نظام اخلاق مستحکم بنیادوں پر استوار ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تینوں الہامی مذاہب کی اخلاقی تعلیمات کتنی ملتی جلتی ہیں کاش تینوں مذاہب کے ماننے والے اللہ کا خوف رکھ کر ان فضائل اخلاق پر عمل کریں اور رزائل سے بچیں تو معاشرے سے بہت سی بنیادی برائیوں کا جڑ سے خاتمہ ہو سکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱) ابن منظور، لسان العرب، ۱۰/ ۸۶، ۸۵، دار احیا التراث العربی، بیروت لبنان ۱۳۹۰ھ
نیز مزید تفصیل کے لئے دیکھئے راغب اصفہانی، مفردات القران، ص:۱/ ۳۱۸، شیخ شمس الحق لاہور
الأزدی، جمہرۃ اللغۃ، طبع: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۰ء، ص:۱/ ۳۴۷
الأزہری، معجم تہذیب اللغۃ، ص:۱۰۹۳، دار الکتب العلمیہ
جرجانی، سید شریف، کتاب التعریفات، ص:۴۳، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ۱۹۹۹ء

۲) زبیدی، تاج العروس، ص:۱۳/ ۱۲۰، دار الفکر بیروت لبنان،
لوئیس معلوف، المنجد، دار الاشاعت کراچی، ص:۱۹۴

۳) شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص:۲/ ۴۰۱

Encyclopedia of Philosophy, vol: 3, p: 81

۴) امام فخر الدین رازی، تفسیر الکبیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، ص:۱۵/ ۴۳۵

۵) ماوردی، ابوالحسن علی بن محمد، تسہیل النظر و تعجیل الظفر، دار النشر بیروت لبنان، ص:۵

۶) جرجانی، سید شریف علی بن محمد، کتاب التعریفات، ص:۴۷، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ نیز مزید تفصیل دیکھیے امام غزالی، احیاء علوم الدین، دار الاشاعت کراچی، ص:۳/ ۵۲

۷) الجاحظ، ابی عثمان عمرو، تہذیب الاخلاق، دار الصحابہ للتراث، ط ۱۹۸۹ ص:۱۲

۸) جمیل جالبی ' قومی اردو لغت 'ص:۸۷، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، نیز دیکھئے سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، ص:۱۲۷، ۱۲۸، مکتبہ حسن لمیٹڈ، لاہور

۹) کتاب خروج، ۲۰: ۱تا۱۴، کتاب مقدس، انار کلی لاہور۔

۱۰) جے سموئیل، عہد نامہ عتیق کا تاریخی سفر، طبع: خاطر پرنٹرز، لاہور، ص:۱۵، ۱۹۹۴ء

۱۱) کتاب خروج، ۲۰: ۱۲

۱۲) ایضاً، ۲۰: ۹

۱۳) تالمود' ص:۱۵۶، سٹیفن بشیر، مکتبہ عناویم گوجرانوالہ پاکستان

۱۴) کتاب خروج:۶:۲۳

۱۵) کتاب حزقی ایل:۸ ۱:۲۰

۱۶) کتاب امثال:۲۹: ۴

۱۷) کتاب خروج، ۲۲: ۲۱، ۲۲

۱۸) کتاب خروج،۲۵:۲۳تا۴۰، نیز دیکھئے کتاب گنتی،۲۹:۱۱اور تالمود' ص:۱۵۳

۱۹) کتاب خروج: ۲۳ : ۴،۵

۲۰) کتاب استثنا،۲۲: ۶ ،۸۷

۲۱) کتاب خروج،۱۷،۱۶:۲۰

۲۲) کتاب پیدائش،۲۴:۲۔ نیز دیکھئے، کتاب ملاکی،۱۶:۲

۲۳) کتاب احبار،۲۹:۲۲

۲۴) تالمود:۱۵۱

۲۵) ایضاً

۲۶) تالمود:۱۵۲۔۱۳۵۔ نیز دیکھئے کتاب پیدائش،' ۱۸:۳

۲۷) زبور، ۱۱۱: ۱۰، نیز دیکھئے کتاب گنتی،۱۱: ۹ ۲اور تالمود ص: ۲۳

۲۸) تالمود، ص:۱۵۷

۲۹) کتاب احبار ۱۰: ۹ '۱۰،اور باب ۱۵ نیز دیکھئے کتاب استثنا' ۲۳اور کتاب سموئیل دوم باب ۱۱

۳۰) کتاب احبار،۱۹: ۱۱۔ امثال ۱۳: ۵،۱۴: ۵

۳۱) کتاب احبار،۱۰: ۹،۱۰۔ نیز دیکھئے کتاب خروج،۲۰:۷

۳۲) کتاب استثنا،۲۳: ۱۹

۳۳) کتاب خروج،۲۰: ۱۲

۳۴) کتاب خروج، ۲۰: ۱۵

۳۵) کتاب خروج،۲۳: ۷

۳۶) کتاب خروج۲۳: ۹

۳۷) کتاب خروج،۲۳: ۸

۳۸) کتاب استثنا،۱۶: ۱۹، نیز دیکھئے تواریخ دوم، ۱۹ :۷

۳۹) کتاب خروج،۲۰: ۱۴

۴۰) کتاب خروج۲۳: ۹۔ نیز دیکھئے کتاب استثنا،۱۹: ۱۳،اور اسی کا باب ۲۴: ۱۴ اور کتاب احبار،۱۹: ۱۳

۴۱) کیرن آرم سٹرانگ، خدا کی تاریخ، مترجم منصور طاہر، ص:۱۰،ادارہ تحقیقات لاہور،۲۰۰۳ء
مسلم بخش، کتاب الاخلاق، مکتبہ میری لائبریری، لاہور۱۹۸۷، ص:۲۵۱

۴۲) کتاب متی، ۵:۳،تا۹،۶

۴۳) کتاب متی، ۶:۴،۳

۴۴) کتاب متی، ۵ :۴۲

۴۵) کتاب متی، ۱۵: ۴

۴۶) کتاب متی، ۱۵ :۴۳، ۴۴

۴۷) کتاب متی،۵:۵ نیز دیکھئے کتاب یوحنا ۱۳ :۳۴

۴۸) کتاب متی،۵:۹

۴۹) کتاب متی،۶: ۱۴

۵۰) کتاب متی باب۵

۵۱) کتاب متی، ۵: ۲۷،۲۹

۵۲) کتاب متی ۱۸: ۲

۵۳) کتاب متی،۶: ۲۰

۵۴) سید سلیمان ندوی؛شبلی نعمانی، سیرت النبی، ص:۶/ ۸۲،الفیصل ناشران وتاجران لاہور

۵۵) کتاب لوقا، ۳ : ۱۴

۵۶) کتاب یعقوب،۱۳:۲

۵۷) ایضاً، نیز دیکھئے کتاب کلسیوں،۳: ۹،اور کتاب یعقوب، ۳:۱۴

۵۸) کتاب متی،۵: ۳۳

۵۹) حفظ الرحمن سیوہاروی، اخلاق اور فلسفہ اخلاق، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور ۲۰۰۰ء، ص:۷۰

۶۰) محمد ہارون یحییٰ، اسلامی اخلاق کے رہنما اصول، دار الاشاعت کراچی، ۲۰۰۷ء، ص:۳۵

۶۱) امام مسلم بن حجاج ،الجامع الصحیح، باب تفسیر البر والاثم، رقم الحدیث:۶۵۱۶ ،دار السلام ریاض، ۲۰۰۰ء

۶۲) امام ترمذی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، ابواب التفاسیر ، تفسیر سورۃ المطففین، رقم الحدیث:۳۳۳۴
دار السلام ریاض، سعودی عرب، ۲۰۰۷

۶۳) امام حاکم نیشاپوری، مستدرک حاکم، کتاب الایمان، دار الکتب العربی بیروت لبنان، ۱۴۱۱ھ رقم الحدیث:۱/۳۳

۶۴) امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب بدا ٔالوحی، کیف کان بدا ٔالوحی، رقم حدیث : ۱ ۔
امام مسلم، الجامع الصحیح ،کتاب الامارۃ، باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات، رقم حدیث:۴۹۲۷

۶۵) محمد ہارون یحییٰ، اسلامی اخلاق کے رہنما اصول، ص:۳۵

۶۶) سورۃ البقرۃ:۱۳۸

۶۷) ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، اسلامی معاشرے کی تعمیر نو، فیروز سنز لاہور، ص:۱۲۴
محمد موسیٰ خان جلالزئی، اسلامی فلسفہ حیات، ص:۵۶

۶۸) متقی الہندی، کنز العمال، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۸ء، ص:۱/ ۵
امام احمد بن حنبل، مسند احمد، ص: ۲/ ۲۸۱، موسسۃ الرسالۃ البیروت، ط: ثانیہ، ۲۰۰۷ء
۶۹) سورۃ لقمان: ۳۱، ۳۲
۷۰) شبلی نعمانی، سیرت النبی، ص: ۶/ ۴۱۷
۷۱) محمد ہارون یحییٰ، اسلامی اخلاق کے رہنما اصول، ص: ۳۵
۷۲) علامہ اقبال، کلیات اقبال' بانگ درا "عشق کی انتہا"، اقبال اکیڈمی لاہور، ص: ۱۳۱/ ۱۱۵
۷۳) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ص: ۱/ ۱۹۳
۷۴) مفتی محمد شفیع، معارف القرآن ص: ۱/ ۱۹۸، ۳۶۶۔ ادارۃ المعارف کراچی، ۲۰۰۷ء
شہاب الدین السید محمد آلوسی، روح المعانی، ص: ۱۸/ ۲۱۷، دار احیاالتراث العربی لبنان
۷۵) سورۃ الفرقان: ۶۷
۷۶) ابن ہمام، فتح القدیر ص:، ۲/ ۱۴۵، بولاق مصر، نیز امام احمد بن حنبل، مسند احمد ص:، ۱/ ۲۴۷
۷۷) خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات، ص: ۳۹۵۔ نیز مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو
ڈاکٹر خالد علوی، انسان کامل، الفیصل ناشران و تاجران کتب خانہ لاہور اگست ۲۰۰۲ء، ص: ۲۳۴
۷۸) سورۃ مریم: ۶۵ نیز دیکھئے سورۃ البقرۃ: ۴۵
۷۹) نسیم امروہی، نسیم اللغات، ص: ۱۹۷۰، ۵۴۰ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور اور ملاحظہ ہو انٹرنیشنل انسائیکلوپیڈیا آف سوشل سائنس، ص: ۱۲/ ۴۳۹
۸۰) سورۃ البقرۃ: ۲۵۴
۸۱) رئیس احمد جعفری، اسلام اور رواداری، ص: ۹۴، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور
۸۲) سورۃ الشوریٰ: ۴۰
۸۳) محمد حافظ ثانی، رسول اکرم ﷺ اور رواداری، فضلی سنز کراچی، ۱۹۹۸ء، ص:، ۱۷۵
قاضی محمد سلیمان رحمۃ للعالمینؐ، ص: ۳۱۵
۸۴) سورۃ آل عمران ۹ : ۹۳۔ نیز دیکھئے جاوید ریاض، اسلامی تعلیمات، مکتبہ دانیال لاہور، ص: ۱۸۲
۸۵) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو درج ذیل آیات اور کتب سورۃ النساء: ۱۲۲، ۸۷، سورۃ الانعام: ۱۴۶، الزمر: ۳۳، یس: ۵۲، سورۃ آل عمران: ۱۷، سورۃ التوبہ: ۱۹، سورۃ الاحزاب: ۲۴، ۳۵۔ سورۃ النساء: ۸۷،
جاوید ریاض، اسلامی تعلیمات، ص: ۱۸۲۔
شبلی نعمانی، سیرت النبی، ص: ۶/ ۴۲۱ تا ۴۲۳ ۴۲۷، ۴۲۶، خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات، ص: ۳۹۵
۸۶) امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الادب، باب قبح الکذب، رقم الحدیث: ۶۶۳۷۔ نیز دیکھئے عبد القیوم ناطق، تعلیمات

اسلام، مکتبہ اسلامیہ لاہور، ص:۱۴۴،۱۴۳

۸۷) ابو داؤد، سنن ابو داؤد، باب التشدید فی الکذب، دارالسلام ریاض، ۱۴۲۷ھ، رقم الحدیث: ۴۹۹۲

۸۸) سورۃ الحجرات:۹

۸۹) امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، رقم الحدیث:۲۵۷۷

۹۰) امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، رقم الحدیث: ۱۴۹،۱۴۷

۹۱) محمد فؤاد عبد الباقی، اللؤلؤ والمرجان، دار الحدیث قاہرہ مصر، ص:۱۶۸، ۱۶۹

۹۲) امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، رقم الحدیث:۶۱۱۶

۹۳) سورۃ الشوریٰ: ۳۷۔ نیز دیکھئے سورۃ آل عمران:۱۳۴

۹۴) سورۃ الانعام:۱۵۱تا۱۵۳، سورۃ بنی اسرائیل:۲۳تا۳۹، تعارف الفرقان، فضلی سنز کراچی، ص:۲/ ۴۹۱

****